"مصالح مرسلہ" بحیثیتِ مأخذِ فقہِ اسلامی

شفقت حسین خادم ایم اے۔ یونیورسٹی آف کراچی

"مصالح مرسلہ" (امام غزالیؒ نے اس کا نام استصلاح رکھا ہے۔ بعض علماء نے اس کا نام استدلال مرسل رکھا ہے اور امام الحرمین اور ابن سمعانی اسے استدلال کے نام سے موسوم کرتے ہیں)۔ وہ اصول ہیں جن کی تائید و تردید میں کوئی معین شرعی قاعدہ نہ ہو، ان کے ذریعے اُن شرعی مقاصد کی حفاظت کی جاتی ہے جن کا علم کتاب و سنّت یا اجماع سے حاصل ہوتا ہے مگر یہ کسی مقررہ اصول پر مبنی نہیں ہوتے۔ ان کا پتہ قرائن حالات اور دیگر علامات سے چلتا ہے اس لیے ان مصالح کو مرسلہ کہتے ہیں۔ کیونکہ اس سے متعلقہ احکام کسی معیّن دلیل کی پابندی سے آزاد ہوتے ہیں اور نصِ شرعی قیاس یا اجماع کے پابند نہیں ہوتے بلکہ اُن کے ذریعے کسی بڑی مصلحت کی تکمیل ہوتی ہے یا بہت بڑے فتنہ و فساد یا شدید ضرر و نقصان کا ازالہ کیا جاتا ہے یا شریعت کے اغراض و مقاصد مصالح عامہ، انصاف اور اُن بنیادی اصولوں کی تکمیل پیشِ نظر ہوتی ہے جن کی وجہ سے شریعت کا وجود عمل میں لایا گیا ہے۔ امام غزالیؒ ان کی توضیح اس طرح فرماتے ہیں "مصالح مرسلہ وہ ہیں جن کی بنیاد عقل کے مطابق مناسب حکم پر ہے اور ان کے ثبوت کے لیے کوئی متفقہ اصول نہ ہو"۔ خوارزمیؒ فرماتے ہیں "ان کا مقصد یہ ہے کہ عوام کی خرابیوں کو دُور کر کے شرعی مقاصد کی حفاظت کی جائے" (فقہ الاسلام از حسن احمد الخطیب ترجمہ رشید احمد ارشد ص ۲۸۳، ۲۸۴ نفیس اکیڈمی کراچی)

امام مالکؒ نے استحسان سے ملتا جلتا ایک اصول بنام مصالح مرسلہ و استصلاح کے قائم کیا

اُن کے نزدیک ایک شرعی حکم اس مصلحتِ عامّہ پر نظر اور لحاظ کر کے قیاس کیا جا سکتا ہے ، جس کو وہ مصالح مرسلہ اور استصلاح کے نام سے موسوم کرتے ہیں ۔ امام الحرمین کی رائے بھی قریب قریب اسی کے تھی ۔ (جمع الجوامع جلد ۴ ص ۱۰۱) لیکن بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مالکی فقہاء نے اس اصول سے جیسا کہ چاہیے تھا کام نہیں لیا اور ان کے متبعین فقہاء نے احناف کی طرح اس اصول کو غیر متعین اور غیر محدود ہونے کی وجہ سے اس قابل نہیں تصور کیا کہ وہ احکام شرعی کے استنباط کی بنیاد قرار پا سکے (مختصر جلد اول صفحہ ۲۸۱) اس اصول کے استعمال کی جو مثالیں پیش کی جاتی ہیں وہ بھی کوئی اچھی مثالیں نہیں ہیں ۔ مثلاً بعض مالکی فقہاء نے اس اصول کی بنا پر سرقہ کے ملزم پر اقبال کرانے کی غرض سے سختی کا کیا جانا جائز قرار دیا ہے لیکن اس کے مقابلے میں یہ کہا جاتا ہے کہ مجرم کا چھوٹ جانا اس سے بہتر ہے کہ کسی بے گناہ پر سختی کی جائے (جمع الجوامع جلد ۲ ص ۱۰۲) ۔

بہر کیف مالکی فقہ میں مصالح مرسلہ کو ایسے مسائل کے حل کرنے میں دلیل بنایا جاتا ہے، جن کے حل کرنے میں دیگر دلائل شرعیہ خاموش ہوں ۔ امام مالکؒ کے نزدیک مصلحت بھی ایک دلیل شرعی ہے جس کا نام انھوں نے مصالح مرسلہ رکھا ہے جس کا عام فہم مفہوم یہ ہے کہ جب مصالح عامّہ کے لیے کوئی عام فہم نص موجود نہ ہو تو حکم کو کسی ایسے ضابطہ معنوی سے منسلک کر دیا جائے جو مصلحتِ عامّہ اور منشائے شریعت دونوں کے موافق ہو (ریاض الفقہ ۔ از عبدالغنی قادری ص ۷۳) ۔

مصالح مُرسلہ تین طرح کے ہوتے ہیں:۔

۱— ایک وہ کہ جن کے اعتبار کی شریعت نے شہادت دی ہے ان کے معتبر ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں مثلاً "حرج کی وجہ سے بارش میں " جمع بین الصلوٰتین" کا جواز، اور اس کی اصل شریعت میں ملتی ہے کہ حرج ہی کی وجہ سے شریعت نے سفر میں جمع بین الصلوٰتین کو جائز کیا ہے ۔ (غایۃ الوصول شرح لب الاصول از زنجانی ص ۱۲۴ ، عیسی البابی الحلبی مصر) ۔ امام غزالیؒ نے اس مصلحت کے اعتبار کے بارے میں لکھا ہے کہ " ویرجع حاصلھا الی القیاس " اور اس کی مثال یہ ذکر کی ہے کہ خمر پر قیاس کرتے ہوئے ہر مسکر پر حرمت کا حکم لگانا" (المستصفی

من علم الاصول از غزالیؒ ج ۱ ص ۲۸۴، المطبعۃ منیریہ بولاق مصر) مزید تفصیل کے لیے "الاعتصام" از شاطبیؒ جلد دوم صفحہ ۹۶، مکتبہ تجاریۃ الکبریٰ مصر، ملاحظہ ہو۔

۲۔ دوسرے وہ جن کے غیر معتبر ہونے کی شریعت نے شہادت دی ہے مثلاً یحییٰ تلمیذ مالکؒ کا واقعہ کہ انہوں نے عبدالرحمٰن بن حکم کو کفارہ صوم میں اعتاق کے بجائے مصلحت زجر کی وجہ سے روزوں کا حکم دیا ملاحظہ ہو" مختصر من منتہی الاصول از ابن حاجب، المطبعۃ الکبریٰ الامیریۃ بولاق مصر"

۳۔ تیسرے وہ کہ نہ شریعت نے ان کے اعتبار کی شہادت دی ہے اور نہ عدم اعتبار کی، عام طور پر ان ہی کو مصالح مرسلہ کہا جاتا ہے۔

مصالح مرسلہ کی تعریف امام ابن تیمیہؒ نے مصالح مرسلہ کی یہ تعریف کی ہے "مصالح مرسلہ سے مراد یہ ہے کہ مجتہد محسوس کرے کہ اس فعل میں مصلحت راجحہ موجود ہے اور شرع میں اس کے خلاف کوئی حکم نہیں ہے"۔ (مجموعہ الرسائل والمسائل جلد سوم صفحہ ۲۲)۔

امام شاطبیؒ نے یہ تعریف کی ہے " والمصالح المرسلۃ وھی التی لایشھد لھا اصل بالاعتبار فی الشرع ولا بالالغاء وان کانت علیٰ سنن المصالح و تلقتھا العقول بالقبول"۔ (الموافقات جلد اول صفحہ ۳۹، مکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ مصر)

البیضاوی نے یہ تعریف کی ہے " المصالح المرسلۃ وھی التی لم یشھد لھا اصل شرعی من نص او اجماع لا بالاعتبار ولا بالالغاء (منہاج الوصول من علم الاصول، مطبعۃ کردستان العلمیہ مصر)۔

شوکانیؒ نے یہ تعریف کی ہے " ھی ان یوجد معنی یشعر من الحکم المناسب عقلا ولا یوجد اصل متفق علیہ (ارشاد الفحول الی تحقیق الحق من علم الاصول ص ۲۴۲، مطبع البابی الحلبی مصر)۔

ابن امیر الحاجؒ نے یہ تعریف کی ہے " ھی التی لایشھد لھا اصل بالاعتبار فی الشرع ولا بالالغاء وان کانت علیٰ سنن المصالح و تلقتھا العقول بالقبول (التقریر والتحبیر جلد ۳ ص ۲۸۶، المطبعۃ الکبریٰ الامیریہ بولاق مصر)۔

مولانا محمد تقی امینی صاحب نے یہ تعریف رقم فرمائی ہے "صرف ضرورت اور مصلحت کو بنیاد بنا کر مسائل استنباط کرنے کا نام استصلاح یا مصالح مرسلہ ہے (فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر صفحہ ۲۳۷، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور، ایڈیشن مئی ۱۹۷۵ء)

ضرورت و مصلحت کو بنیاد بنا کر مسائل کا استنباط کرنا جس طرح استحسان میں گذر چکا ہے اس سے زیادہ وسیع پیمانے پر مصالح مرسلہ میں ہوتا ہے۔ وہ خاص ہے اور عمومیت کے لحاظ سے عام ہے لیکن دوسری حیثیت سے استحسان عام ہے کہ اس میں قیاس خفی کا زاویۂ نگاہ موجود ہے اور استصلاح خاص ہے کہ اس میں صرف ضرورت و مصلحت کا زاویہ نگاہ کارفرما ہوتا ہے۔

وہ مصلحت مصالح مرسلہ کی تعریف میں داخل نہیں ہے جس کی تشخیص و تعیّن پر شریعت کی نص ہو، جیسے قرآن کے ضائع ہوجانے کے خطرے سے حفاظت کی خاطر اس کی کتابت اور قرآن کی تعلیم یا جس کے نوع کے متعلق شریعت کی نص ہو جیسے شریعت نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فقرے میں معروف کے سارے انواع اور منکر کے سارے اقسام کو لے لیا ہے تو اس طرح کی مصالح شریعت کی منصوص مصالح شمار ہوتی ہیں نہ کہ ان پر مصالح مرسلہ کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ اور ان کے حکم میں شریعت کے اس نص کا اعتبار ہوا کرتا ہے نہ کہ استصلاح کا۔

مصالح و مقاصد کے نقطہائے نظر | مصالح و مقاصد کے دو نقطہائے نظر ہیں:

۱۔ ذاتی حیثیت:۔ اس معنی کی رو سے مصلحت کو منفعت اور مفسدہ کو مضرت کے الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں۔ عام ازیں کہ یہ نفع و ضرر شخصی ہوں یا عام، غالب ہوں یا مغلوب، فوری ہوں یا مؤخر مثلاً علم، تجارتی نفع، لذّت، راحت، صحت وغیرہ کہ یہ ساری چیزیں اپنی ذات کے لحاظ سے مصالح ہیں اور جن لوگوں کو یہ حاصل ہوں ان کے لیے نفع بخش ہوں۔ چاہے ان کے حصول کا طریقہ جو بھی ہو اور جہل، خسارہ، صعوبت اور اَلَم وغیرہ ایسی چیزیں ہیں جو اپنی ذات میں مضرت کے قبیل سے ہیں اور جو لوگ ان سے دوچار ہوں ان کے لیے ضرر رساں۔

۲۔ شرعی حیثیت:۔ وہ مصالح و مقاصد جو اسلامی قانون سازی میں امر و نہی کا پیمانہ بنتے ہیں وہ ہوں جو مقاصد شریعت سے ہم آہنگ ہوں۔

مقاصد شریعت | شریعت کے وہ مقاصد و مصالح جن کو اوّلیت حاصل ہے یہ ہیں:۔

۱- حفظِ دین ۲- حفظِ نفس ۳- حفظِ عقل ۴- حفظِ نسل ۵- حفظِ مال-

اس کے بعد اپنی اہمیت کے درجات کے لحاظ سے اُن کے ساتھ ان اُمور کی حفاظت بھی ضروری ہے جن کا ایک صالح معاشرہ محتاج ہوتا ہے یا جو حیاتِ صالحہ کو مکمل یا حسین بناتے ہیں۔ یہ مذکورہ پانچ اُمور وہ ہیں جن پر ہر زمانے کی الٰہی شریعتیں متفق رہی ہیں بلکہ غیر دینی قوانین میں بھی اپنے احترام اور اپنے حفظ و بقا کے واجب ہونے کی بنا پر یہ اُمور پنجگانہ ملحوظ رہا کرتے ہیں۔ امام غزالیؒ نے اپنی کتاب المستصفیٰ میں ذکر کیا ہے کہ کسی ملت میں بھی اُن کی حرمت نے اباحت کی شکل اختیار نہیں کی۔

مقاصد شریعت کی اقسام | شریعت کے مقاصد و مصالح تین اقسام پر مشتمل ہیں:۔

۱- مقاصد ضروریہ۔ وہ اعمال و تصرفات جن پر متذکرہ بالا پانچ اُمور کی حفاظت صیانت موقوف ہے۔ یہ پانچ اُمور وہ ہیں جو ایک حیات صالحہ کے لیے ناگزیر و لابدی ہیں اُن میں سے کسی کا بھی فقدان حیاتِ انسانی کی استقامت میں فساد اور خلل کا موجب بنتا ہے۔ چنانچہ عبادات کی مشروعیت حفظِ دین کی خاطر ہے کہ ان کے بغیر نہ دین کی تشکیل ہوسکتی ہے اور نہ دین کی عمارت قائم رہ سکتی ہے اور خورد و نوش اور لباس کے متعلقات اور رہائش کے لیے مکان کے استعمال وغیرہ سے شریعت کے احکام و ہدایات حفظِ نفس و عقل کے مصلحت و مقصد کے پیشِ نظر ہے کہ ان کے بغیر نہ جان محفوظ رہ سکتی ہے اور نہ عقل اور معاملات سے متعلق احکام حفظ نسل و مال کی غرض سے ہیں۔

یہ مقاصد و مصالح اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتے جب تک جرائم کا استیصال نہ ہو جائے۔ مثلاً ارتداد، قتلِ ناحق، شربِ خمر، ارتکاب زنا، غصب و سرقہ وغیرہ کہ یہ ایسے اُمور ہیں جو مقاصد ضروریہ کے لیے سدِّ راہ ہیں ارتداد حفظِ دین کی راہ میں، خونِ ناحق حفظِ نفس کی راہ میں شرب خمر حفظِ عقل کی راہ میں، زنا حفظِ نسل کی راہ میں، اور غصب و سرقہ حفظِ مال کی راہ میں سنگِ گراں کی نوعیت رکھتے ہیں۔ لہٰذا مقاصد ضروریہ کی تحصیل کے لیے ان کا سدِّ باب لازمی ہے قصاص، دیت، حدود وغیرہ جو سزائیں ہیں وہ اسی لیے ہیں کہ مقاصد ضروریہ کی تحصیل

کے راستے کی یہ رکاوٹیں دور ہوں۔

۲۔ مقاصدِ حاجیہ:۔ وہ اعمال و تصرفات جن کے بغیر مقاصد ضروریہ کی حفاظت ممکن تو ہے مگر جن کی حاجت اُن مقاصدِ ضروریہ کے حصول میں سہولت اور ان کی تکمیل میں آسانیاں بہم پہنچاتے اور ضیق و تنگی، نقصان و حرج، اور مشقتوں کے دفیعہ کے لیے پیش آتی ہیں۔ جیسے شکار کی اجازت و اباحت اور طیبات سے استفادہ اور معاملات کی بہت سی انواع کہ انسان کا اُن سے مستغنی ہونا ممکن ہے مگر اسے ضیق و صعوبت اور بڑی مشقتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔

۳۔ مقاصد تحسینیہ یا کمالیہ:۔ وہ اُمور کہ جن کے ترک کر دینے سے کوئی حرج و فتور تو واقع نہیں ہوتا مگر مکارم اخلاق اور محاسن عادات کی کارفرمائیاں اُن سے وابستہ ہیں۔ مثلاً ترغیبِ عفو، قرض کی ادائیگی کے لیے تقاضا کرنے میں نرمی اختیار کرنے کی تعلیم، گفتگو کے آداب، خورونوش کے آداب، معاشرتی اور معاشی اُمور میں اعتدال وغیرہ۔

پس ہر وہ شے جو ان مقاصد شرعیہ کی تائید و مساعدت کرے وہ اسلامی فقہ کی نگاہ میں مطلوب مصلحت ہوگی اور ان اقسام میں سے حسبِ توقع کہیں تو اس کی طلب قوی ہوگی اور کہیں ضعیف اور ہر وہ چیز جو ان مقاصد شرعیہ کے منافی ہو اور اُن سے ٹکراتی ہو وہ ایسے مفسدہ میں شمار ہوگی جو ممنوع ہے اور مقصد شرعی میں خلل اندازی کی نوعیت کے لحاظ سے ان کی ممانعت شدید یا ضعیف ہوگی۔ (مقالہ اسلامی فقہ کے ماخذ از استاذ مصطفیٰ احمد الزرقا ص ۲۰۶ تا ۲۰۹ چراغِ راہ، اسلامی قانون نمبر)

امام ابن تیمیہؒ کا نقطہ نظر

امام ابن تیمیہؒ اُن لوگوں کو سر سر غلط خیال کرتے ہیں جن کے نزدیک مصلحت صرف حفظ نفوس و اموال اور اعراض و عقول و ادیان پر مقصود و محدود ہے وہ ثابت کرتے ہیں کہ جس طرح مصلحت "مذکورہ اُمورِ خمسہ" کے دفع مضرت پر مشتمل ہے اسی طرح جلبِ منفعت بھی اس میں داخل ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں "مصالح مرسلہ کا تعلق جلبِ منافع و دفع مضار دونوں سے ہے۔ اور جو لوگ مذکورہ اُمورِ خمسہ کے دفع مضار کے سلسلے میں اس کا ذکر کرتے ہیں۔ وہ مصالح مرسلہ کی صرف ایک قسم کا ذکر کرتے ہیں۔ پھر جلبِ منفعت دین و دنیا ہر دو سے تعلق رکھتی

ہے۔ دُنیاوی اُمور میں وہ معاملات و اعمال داخل ہیں جن میں خلق کی بھلائی شامل ہو بشرطیکہ کوئی شرعی رکاوٹ نہ ہو اور دینی اُمور میں معارف و احوال اور زہد و عبادت داخل ہیں جن میں بغیر کسی منع شرعی کے مصلحت کار فرما نظر آتی ہے۔ پس جو کوئی مصالح کو عقوبات تک محدود رکھتا ہے وہ محدود فکر سے کام لیتا ہے (مجموعہ الرسائل و المسائل جلد ۳ ص ۲۴)

امام ابن تیمیہؒ کے نزدیک اصل شئے وصفِ مناسب مبنی بر مصلحت ہوتا ہے، اس بنا پر وہ اسی مصلحت کو بہتر سمجھتے ہیں جس کے لیے دلیل شرعی سے شاہد خصوصی ہو نیز وہ عموم قیاس میں داخل ہو سکتی ہے۔ چنانچہ کوئی ایسی مصلحت نہیں ملے گی جو قیاس میں داخل نہ ہو۔

امام صاحب فرماتے ہیں "قول جامع یہ ہے کہ شریعت قطعی طور پر مصلحت سے صرفِ نظر نہیں کرتی بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس دین کی تکمیل فرما دی ہے اور بندوں پر اپنی نعمت تمام کر دی ہے۔ جنت سے قریب کرنے والی کوئی ایسی چیز نہیں ہے جسے سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان نہ فرمایا ہو اور نُور کو ظلمت سے واضح نہ کر دیا ہو۔ اس راہِ صواب سے وہی روگردان ہو سکتا ہے جس کے سر پر ہلاکت منڈلا رہی ہو، لیکن اگر کوئی شخص کسی شئے کو "مصلحت" خیال کیے ہوئے ہے اگرچہ شرع میں اُس کے متعلق کچھ وارد نہ ہو تو دو باتوں میں سے ایک بات ضرور ہے یا تو یہ کہ اس سلسلے میں شارع کی دلالت فرمودہ مصلحت اُس شخص کے علم میں نہیں ہے یا پھر وہ سرے سے مصلحت ہی نہیں ہے جس کو وہ مصلحت سمجھ بیٹھا ہے کیونکہ منفعت وہی ہے جو حاصل یا غالب ہو اور اکثر ایسے لوگ ہیں جو اس خیال میں مبتلا ہیں کہ فلاں بات دین و دُنیا میں نافع ہے حالانکہ اس میں منفعت سے مضرت زیادہ ہوتی ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے" يسئلونك عن الخمر والميسر قل فيهما اثم كبير ومنافع للناس واثمهما اكبر من نفعهما (البقرہ ۲۱۹) " پوچھتے ہیں شراب اور جوئے کا کیا حکم ہے ؟ کہو ان دونوں چیزوں میں بڑی خرابی ہے۔ اگرچہ ان میں لوگوں کے لیے کچھ منافع بھی ہیں، مگر ان کا گناہ ان کے فائدے سے بہت زیادہ ہے" (تفہیم القرآن جلد ا ص ۱۶۷ ، از سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ)

(یہ بحث ڈاکٹر ابو زہرہ کی کتاب "حیات شیخ الاسلام ابن تیمیہ" (ص ۲۴، تا ۲۰،)، ترجمہ غلام رسول مہر المکتبۃ السلفیہ

شیش محل روڈ لاہور سے ماخوذ ہے)۔
مصلحت کے سلسلے میں حسب ذیل امور پر سب کا اتفاق ہے۔

۱۔ شریعت کے تمام احکام مصالحت پر مبنی ہیں۔

۲۔ عبادات مثلاً وضو، تعداد صلوٰۃ و رکعات، ایام مخصوصہ میں صوم اور حج کی فرضیت یا بالفاظ دیگر مقادیر شرعیہ میں مصلحت مرسلہ بر بنائے احکام کی گنجائش تو کیا قیاس تک کی گنجائش نہیں (الاعتصام جلد ۲ ص ۱۲۰)

۳۔ اگر کسی مصلحت کے اعتبار کی شہادت شریعت کی کسی اصل خاص سے ملتی ہو تو وہ مقبول ہے اور اگر کسی مصلحت کے عدم اعتبار کی شہادت کسی اصل شرعی سے ملتی ہو تو وہ مردود ہے۔ (اصول التشریع الاسلامی از علی حسب اللہ صفحہ ۱۴۵، دار المعارف مصر)

(باقی)

تصحیح

ستمبر کے شمارہ میں ص ۱۷ پر شہدا کے متعلق سورۃ بقرہ کی آیت وَلَا تَقُوْلُوْا...... لَا تَشْعُرُوْنَ میں یہ الفاظ زائد درج ہوتے ہیں: بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ - یہ الفاظ سورۃ آل عمران کی آیت لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ ...... الخ میں آتے ہیں۔